تاج محل آگرہ

از

(جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب چغتائی)

"حال ہی میں ہندوستان گورنمنٹ نے پبلک کی اطلاع کے لئے یہ نشر کیا ہے کہ کئی سالوں کی لگاتار کوشش کے بعد تاج محل آگرہ کی مرمت مکمل ہو گئی ہے اور اب اس میں کسی قسم کا نقص وغیرہ نہیں رہا اور عنقریب گورنمنٹ اس کی تین سو سالہ برسی منائے گی، یہ خبر بہت مسرت کا باعث ہے پاکستان بننے سے پیشتر میرے پونہ میں قیام کے زمانہ میں ہندوستان گورنمنٹ کی سنٹرل پی ڈبلیو ڈی کے محکمہ کے انجنیر اعلی جناب خان بہادر محمد سلیمان صاحب نے راقم کی مطبوعہ فرنچ زبان کی کتاب "تاج" کو طلب کیا تھا اور چند امور استفسار کئے، میں نے آپ کے جواب میں فوراً جو میری ذاتی معلومات تھیں بہم پہنچائیں اور کتاب مطلوبہ بھی ارسال کر دی تھی اسی طرح پونہ کے انجنیرنگ کالج کے اسٹاف میں سے ماہرین مسٹر گپ چپ۔ مسٹر گوشی وغیرہ جب خان بہادر محمد دین انجنیر کے ایماء پر آگرہ جانے لگے تب بھی انھوں نے مجھ سے مشورہ کیا تھا۔ واضح رہے کہ تاج کے گنبد میں جو نقص بیان کیا جاتا تھا اس کا حوالہ اورنگ زیب کے خط کتابت میں بھی ملتا ہے جو اس نے اپنے والد شاہ جہاں کو اس کی زیارت کرنے کے بعد لکھا ہے جب کہ تاج اس سے تھوڑا عرصہ پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔

میں نے تاج محل آگرہ کو ثقافت اسلامی کا بہت بڑا شاہکار تصور کرتے ہوئے اس پر جو تحقیقی مقالہ لکھا وہ بصورت مبسوط مصور کتاب برسلز (بلجیم) فرنچ زبان میں ۱۹۳۸ء میں طبع ہو چکا ہے جس میں قریب دو سو صفحات اور قریب ایک سو ضروری تصاویر بھی ہیں، چونکہ آج

یہاں طباعت کی بے شمار دقتیں ہیں اس لئے اب تک اسے اردو یا انگریزی زبان میں پیش نہیں کرسکا حالانکہ ہر دو بالکل تیار ہیں۔ احباب کا شکر گذار ہوں کہ ان کا تقاضا برابر جاری ہے توقع ہے کہ عنقریب شایع ہو جائیں گی بہر حال میں ذیل میں چند سطور بطور تمہید تاج کی تین سو سالہ برسی کے موقع پر اپنی تحقیقات کا لُبِّ لباب پیش کرتا ہوں۔ تاج ۱۰۴۲ھ سے شروع ہو کر ۱۰۵۷ھ میں اختتام کو پہنچا یعنی کچھ سال اوپر تین سو سال آج تعمیر تاج کو گذر چکے ہیں اس لئے میں بھی ہندوستان کے جشن تین سو سالہ میں اس مختصر مقالہ ذیل بعنوان "تاج محل آگرہ" ہدیہ ناظرین کرنا فرض سمجھتا ہوں۔

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تاج محل آگرہ اپنی بے مثال تعمیری خوبیوں کی وجہ سے عجائبات عالم میں شمار ہوتا ہے اور انھیں خوبیوں کی بنا پر بہت سی غلط فہمیاں بھی اس کے متعلق پیدا ہو گئی ہیں، افسوس اس امر کا ہے کہ صحیح تحقیق سے کام نہیں لیا گیا اور اصل مآخذ سے رو گردانی کی گئی ہے۔

سب سے پہلے لفظ تاج کے متعلق عرض ہے کہ یہ دراصل لفظ ممتاز کی بگڑی شکل ہے جس کا آغاز زیادہ تر گذشتہ صدی سے ہوتا ہے ورنہ اسے روضہ ممتاز محل کہنا بجا ہوگا، ارجمند بانو بیگم جس کا خطاب ممتاز محل تھا شاہجہاں بادشاہ کی چہیتی بیوی تھی جو نور جہاں کے بھائی آصف خاں کی بیٹی تھی۔ اس کا انتقال ۱۰۴۰ھ میں بمقام برہان پور ہوا اور اس کی نعش کو آگرہ میں لایا گیا جہاں اس کے روضہ کی تعمیر جمنا ندی کے کنارے ۱۰۴۲ھ میں شروع ہوئی اور ۱۰۵۷ھ میں مکمل ہوئی۔

ہندوستان میں فن تعمیر خاص کر شاہجہاں کے زمانہ میں ہر اعتبار سے اپنے انتہائی عروج کو پہنچ گیا تھا اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ خود بادشاہ مذکور کو بچپنے سے تعمیر کا بڑا شوق تھا، فنِ تعمیر اس کے لئے طبیعت ثانیہ بن گیا تھا۔ جہانگیر نے خود اپنی اکثر عمارات شہزادہ خرم (بعد میں شاہ جہاں) کے زیر اہتمام تعمیر کرائیں جیسا کہ باغ شالامار کشمیر وغیرہ۔ مورخین نے جہاں

شاہ جہاں کے اوقات کاروبار روزمرہ کی تقسیم کا ذکر کیا ہے وہاں اس کے عمارات کے نقشے طیار کرانے اوران میں اس کی گہری دلچسپی کا بھی خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ان میں ترمیم اور اصلاح کرتا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے بعض عمارات کو اپنی مرضی یا نقشہ کے خلاف تعمیر ہوتا دیکھ کر گروا دیا اور از سرِ نو نقشہ اور ہدایت کے مطابق تعمیر کرایا جس سے ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ وہ خود بڑا ماہر عمارات تھا۔

قدسی شاعر دربار شاہجہاں لکھتا ہے ؎

عمارات را جملہ بر داشتند منازل در آنجا بر افراشتند

ہمہ طرحہا زادۂ طبع شاہ پژوہ بآں ہوشش راہ

حکیم مہندس شہنشاہ دہر دقیقہ رس دور سرش بہر

بادشاہ نامہ میں شاہجہانی عمارات کی تعمیر کا ذکر بالتفصیل ملتا ہے مگر تاج محل کے تعلق میں یہ بیان کہیں نہیں ملتا کہ اس کا معمار کون تھا، ہاں یہ درست ہے کہ ۱۰۵۳ھ کے بیان میں مورخین نے اس روضہ کی مستقل تفصیل دی ہے جو آج بھی درست بیٹھتی ہے اس بیان میں دو نام میر عبدالکریم اور مکرمت خاں ملتے ہیں جن کے زیر اہتمام یہ روضہ تعمیر ہوا ادھر تاج کے گنبد کے اندر امانت خاں شیرازی کا نام ملتا ہے جس نے خط نسخ میں کتبات، جو آیات قرآنی پر مشتمل ہیں اسی نے لکھے ہیں جیسا کہ الفاظِ عبارت سے بھی واضح ہے، بادشاہ نامہ میں مذکور ہے کہ جب ۱۰۴۸ھ میں دہلی میں شاہ جہاں نے لال قلعہ اور نئے شہر شاہجہاں آباد کی بنا رکھی ان کی تعمیر کا کام احمد اور حامد دو معماروں کے حوالے غیرت خاں کی زیر نگرانی کیا جو اس زمانہ میں اپنے فن میں یکتا تھے اور ان عمارات کا بھی میر عمارت مکرمت خاں شیرازی تھا اس لئے ہمیں اس موقع پر واضح کر دینا چاہیے کہ اگر ان دو معمار احمد و حامد کا تعلق تاج کی تعمیر سے بھی تھا تو بادشاہ نامہ میں بالضرور تاج کے بیان میں ان کا بھی ذکر ملتا نیز دو بادشاہ نامہ اور عمل صالح شاہ جہاں کے عہد کی مستند تاریخوں میں ان کا ذکر

نہیں ملتا اگرچہ احمد معمار کے فرزند لطف اللہ مہندس نے اپنے اشعار میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ روضۂ ممتاز محل میرے باپ نے تعمیر کیا تھا مگر اس کی تصدیق کسی اور شہادت سے نہیں ہوتی

ایک مغربی سیاح پادری منیرق ہندوستان میں تاج کی تعمیر کے وقت سیاحت کر رہا تھا اس نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ مجھ سے پادری ڈی کاسٹرو نے قیام لاہور کے زمانہ میں بیان کیا کہ روضۂ ممتاز محل کا معمار ایک اطالوی وینس کا باشندہ جیرونیو ویرونیو تھا مگر اس کی تصدیق کسی دیگر تاریخی شہادت وغیرہ سے نہیں ہوتی یہ ضرور ملتا ہے کہ یہی جیرونیو ویرونیو ہگلی کلکتہ کی لڑائی میں شاہ جہاں کے خلاف پرتگالیوں کا مددگار تھا بعض اسے جوہری بھی کہتے ہیں مگر اس کے معمار ہونے کے متعلق کہیں کوئی روایت نہیں ملتی بے شک اس کی قبر آگرہ میں موجود ہے۔ اسی طرح ایک اور فرانسیسی موسیو آسٹن ڈی بورڈو کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاج تعمیر کیا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص ہندوستان میں جہانگیر کے زمانہ میں شاہی ملازمت میں تھا اور تزک جہانگیری میں موجود ہے کہ اس کو اپنی کارکردگی کی وجہ سے ہنرمند کا لقب بھی دیا گیا تھا جب شاہ جہاں کا زمانہ آیا تو دربار سے اس کے تعلقات بدستور قائم رہے بلکہ بادشاہ نے ایک مرتبہ سفارت پر پرتگالیوں کے پاس بھی بھیجا تھا مگر انھوں نے اسے ہلاک کر ڈالا اور یہ واقعہ ممتاز محل کی وفات سے قبل وقوع میں آتا ہے اس لئے محال ہے کہ تاج کی تعمیر سے اس کا تعلق رہا ہو جب تاج زیر تعمیر تھا اتفاق سے بہت سے یورپین سیاح ہندوستان میں موجود تھے جن میں دو سیاح برنیر اور ٹیورنیر فرانسیسی قابل ذکر ہیں ان کے سفرنامے بھی طبع ہو چکے ہیں اور دونوں اس کی تعمیر کا ذکر کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ کامل طور پر مشرقی عمارت ہے جس کی نظیر یورپ میں بھی نہیں اگر کوئی یوروپین ماہر تاج کی تعمیر پر مقرر ہوتا تو یہ لوگ ضرور ذکر کرتے۔

گذشتہ صدی سے ہمارے سامنے ایک استاد عیسیٰ کا نام پیش کیا جاتا ہے کہ اس

نے تاج تعمیر کیا اور نقشہ بنایا، اس کا نام دراصل ایک گائڈ میں ملتا ہے جو آگرہ کالج کے طلباء نے ۱۸۲۵-۳۶ء میں تیار کی تھی اس کا ایک نسخہ برٹش میوزیم میں موجود ہے ایک شخص مانک چند نامی اس کا مصنف ہے جو آگرہ کالج کا ایک طالب علم تھا اور اس کے بے شمار قلمی نسخے قریب قریب ہر لائبریری میں موجود ہیں، راقم کے پاس بھی چھ سات ہیں، برٹش میوزیم کے نسخہ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ رسالہ آگرہ کے مجسٹریٹ مسٹر لسننگٹن کے ایک اشتہار کے جواب میں تالیف ہوا تھا جس کے مخاطب طلبا، آگرہ کالج تھے مگر اس کو عہد شاہ جہانی سے کوئی تعلق نہیں اس میں کاریگروں کی فہرست میں ایک استاد عیسیٰ کا نام بھی ملتا ہے، نہ معلوم اس کی ابتدا کیسے ہوئی یہ نسخہ جس قدر مشہور ہے اسی قدر ناقابل اعتبار ہے یورپین مصنفین نے اس استاد عیسیٰ نام کا اس رسالہ کو ترجمہ کرتے وقت ایک "کرسچین"، لکھا ہے۔ مجھے ایک نسخہ متعلقہ تاج پیرس کے کتب خانہ ملی میں ملا جس میں روضہ کی پیمائش اور مصارف درج ہیں یہ نسخہ قدیم اور صحیح معلوم ہوتا ہے اس لئے میں نے اسے الگ شائع کر دیا ہے اس کی تاریخ کتابت اخیر میں "ماہ ربیع الاول ۱۰۸۰ھ" کا لکھا ہوا ہے اور یہ دراصل تمام روضہ ممتاز محل کی تفصیلی یادداشت ہے جو بعد تیاری روضہ کے تیار کی گئی ہے اور یہی اس سے واضح بھی ہے۔

ان تمام حالات کے بیان کرنے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر تاج محل کس نے تعمیر کیا اور اس کا نقشہ کس نے بنایا، میں اپنی تحقیقات کی بنا پر اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس کا معمار شاہ جہاں بذات خود ہے جو اپنی بیوی کا روضہ اپنی مرضی کے مطابق تیار کرا سکتا تھا۔ جب کہ وہ خود بہت بڑا ماہر تعمیر تھا جیسا کہ تاریخ عہد میں ملتا ہے۔

تاج کے نقش و نگار کی طرز پر جس کاری پر بھی حملہ کیا جاتا ہے کہ یہ اطالوی الاصل ہے جو سراسر غلط ہے، واضح رہے کہ مسلمانوں نے اپنی عمارات کو ابتدا سے ہی نقش و نگار سے مزین کیا ہے بالخصوص اس قسم کے نقش و نگار جو پتھر کی سطح پر کھود کر رنگین پتھر کاٹ کر

بھر دیے جاتے ہیں، ہندوستان میں سب سے اول اس قسم کے نقش و نگار احمد آباد کی جامع مسجد مانک چوک کے محراب میں ملتے ہیں جو ۱۴۱۳ھ میں تعمیر ہوئی تھی اور اس کے بعد ہیں سلطان ہوشنگ غوری کا روضہ (۱۴۳۵ھ) مانڈو ہے جسے سر جان مارشل نے بھی تاج کی پچی کاری کو خالص مسلمانوں کا فن ثابت کرنے کے لئے پیش کیا ہے غرض کہ یورپ میں یہ طرز فن بنام پیترا ڈورا سولھویں صدی عیسوی یعنے بہت بعد کی رائج شدہ ہے۔

تاج محل میں جو چیز زیادہ دل کش ہے وہ اس کی ہمہ گیر موزونیت اور منظم پن ہے جو زیادہ اس کے امرودی گنبد نے پیدا کی ہے جس کی مثال دنیا بھر کے عمارات میں نہیں ہے پھر اندرون تعمیر میں یہ گنبد دُہرا ہے یعنی اس بیرونی گنبد کے اندر ایک اور گنبد ہے اسی عمارت تاج میں زیر زمیں سردانہ ہے جو قبر ممتاز الزمانی کا صحیح مقام ہے اگر ذرا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ ہر دو امور — دہرا لیب نما گنبد اور زیر زمیں سردانہ برائے قبر جو مغلوں نے اپنی شہزادیوں کی قبور کے لئے مخصوص کر دیا تھا سمرقند سے روضۂ تیمور جسے گور امیر کہتے ہیں آئے ہیں) کے نقش قدم پر ہی یہ گور امیر در اصل تیمور نے خود اپنی زوجہ بی بی خانم کے لئے اول تعمیر کیا تھا جس میں وہ بعد میں خود دفن ہوا۔

غرض کہ تاج محل اپنی تمام تعمیری اور فنی خوبیوں کی وجہ سے دنیا بھر میں عجائباتِ روزگار میں شمار ہوتا ہے اور دنیا کی عمارات میں بالکل ایک الگ درجہ رکھتا ہے اور میرے نزدیک ثقافتِ اسلامی کا مظہر بھی ہے۔ اور جس طرح اسے دنیا بھر میں ایک خاص حیثیت حاصل ہے اسی طرح اس کے متعلق ان کی وجہ سے اس کے گرد کئی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں جن کا ازالہ ضرور ایک مشکل امر ہے تاہم راقم نے اپنی کتاب تاج محل میں جو عنقریب شائع ہو رہی ہے تمام امور کو بالصراحۃ بیان کرنے اور وضاحت کی کوشش کی ہے اور ساتھ ساتھ کتاب کو ضروری اور اہم تصاویر سے مصور بھی کیا ہے۔